آزمائش اور امتحان کا وقت

یہ تقریر یکم شوال ۱۳۸۹ھ کو نماز عید الفطر سے قبل عیدگاہ میں ہوئی جس میں تقریباً آٹھ ہزار افراد شریک تھے۔

★

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم

محترم بزرگو! وقت بہت کم ہے، اور ہمارے فوجی بھائی بھی بہت زیادہ تعداد میں آئے ہیں جن کی خواہش ہے کہ تقریر اردو میں ہو اور پٹھان بھائیوں کی خواہش پشتو کی ہے کوشش کروں گا کہ کچھ نہ کچھ دونوں زبانوں میں عرض کر سکوں کسی خاص موضوع پر کچھ کہنے کا تو موقع بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہم سب کو اپنے دربار میں جبینِ نیاز جھکانے اور سجدہ میں سر رکھ کر اپنے گناہوں پر گڑگڑانے اور معافی مانگنے کا موقع عطا فرمایا ؂

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بہت سے لوگ آج کے دن بھی اس سعادت سے محروم رہیں گے اور خدا کی توفیق ان کی شاملِ حال نہ ہوگی — ابولہب جن کا نام ہے شعلوں والا چہرہ ان کا دمکتا تھا، حضورؐ سے رشتہ گھر کے قریب، مگر قسمت میں اسلام نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس پر ہلاکت کی دعا مذکور ہے تبت یدا ابی لھب وتب۔ جو آج تک نمازوں اور تلاوت میں دہرائی جاتی ہے، ادھر حضرت بلالؓ حبش کے رہنے والے مسافر ہیں، چہرہ مبارک سیاہ ہے مکہ مکرمہ میں ایک مظلوم غلام ہیں جن پر مصیبتوں کے پہاڑ ڈھائے گئے، گرم ریت پر لٹایا جاتا، رات بھر سونے نہ دیا جاتا، سر پر امیہ کے غلام جوتے اور کوڑے برساتے کہ نیند نہ کر سکیں مگر اس اللہ کے بندے کے قدموں میں لغزش نہ آتی۔ اسلام کے ان جانبازوں نے ایسی جانبازی دکھائی جس کی برکت سے اسلام کی جڑیں لوگوں کے قلوب میں اور انسانی بستیوں میں قیامت تک گاڑ دیں اور آج چودہ سو برس بعد بھی ہم سب

لاالہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ تو جس کے گھر سے نعمت کے خزانے تقسیم ہوتے ہیں اس کی قسمت میں نہ تھا تو وہ محروم رہے۔ اور بلال حبشی اور صہیب رومی نے دامن بھر لیا اور وہ مقام پایا کہ حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ راشد نے حضرت بلال کو سردار کے لقب سے نوازا اور حضرت صہیبؓ نے حضرت عمرؓ کا جنازہ پڑھایا اور حضرت بلال کو حضور اقدس ؐ نے فرمایا کہ اے بلال تم کونسا ایسا عمل کرتے ہو کہ آج رات میں جنت میں آپ کے قدموں کی آہٹ سن رہا تھا ——— تو اللہ نے ہمارے اوپر بہت بڑا احسان کیا کہ ہمیں نیست سے ہست کر دیا، خون کے لوتھڑے سے اشرف المخلوقات بنایا اور بہترین شکل دی، اس کی نعمتوں کو ہم شمار بھی نہیں کر سکتے، وہ ازل سے لیکر ابد تک ہمارا محسن ہمارا پالنے والا اور تربیت فرمانے والا ہے اگر ہم اس کے سامنے نہ گڑگڑائیں، اپنی تمنائیں نہ پیش کریں، ہاتھ نہ پھیلائیں تو کس کے سامنے پھیلائیں اس کا ارشاد ہے: یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔

اے میرے بندو جو اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کر چکے ہو میری رحمت سے مایوس مت ہو میں سب گناہ بخشنے والا مہربان رب ہوں ——— تمہارا تو کوئی خالق اور مربی میرے سوا نہیں، میں ہی تمہیں بنانے والا ارزق دینے والا اور سلطنت دینے والا ہوں۔

تو بھائیو! اگر ایسے مربی اور رب العالمین کے سامنے ہم نہ گڑگڑائیں تو کس کے سامنے روئیں۔؟ کیا ہمارا کوئی اور کارساز ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ ایک آدمی رات بھر اللہ کے سامنے روتا رہا ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ "جا مردود تیری کوئی عبادت قبول نہیں ہوئی" دوسری رات پہلی رات سے بھی زیادہ روتا رہا اور عبادت میں مشغول رہا، کسی نے کہا تم مردود ہو گئے ہو اب اتنی عبادت سے کیا فائدہ۔؟ کہا ٹھیک ہے مگر کیا کروں کہیں دوسرا کوئی در بھی ہے۔؟ کہ اللہ کو چھوڑ کر وہاں چلا جاؤں۔" تو کوئی اللہ کی خدائی سے نکل کر کہاں جا سکتا ہے۔؟ ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لاتنفذون الا بسلطان۔ تو کیا کوئی اور خالق نعوذ باللہ تمہارا ہے کہ اللہ سے نہ مانگیں اور اس دوسرے سے مانگ لیں۔؟ اللہ کی مہربانی اور شفقت وکرم تو اس قدر ہے کہ مغفرت را بہانہ می طلبد ——— بہانہ چاہتا ہے، قیمت نہیں مانگتا، ورنہ کون تھا ہم میں سے جو قیمت ادا کر سکتا۔؟

حضورؐ کی امت، دعوت میں آپ کو سب سے زیادہ چاہنے اور سب سے بڑھ کر آپؐ کے خدمتگار ابو طالب تھے، لیکن حضور اقدس ان کی نزع کے وقت انہیں فرماتے ہیں کہ اے عمّ

بزرگوار میرے کان میں آہستہ سے کلمۂ شہادت کہہ دینا تاکہ آپ کی شفاعت کر سکوں۔ اور اللہ کے قانون نجات کیلئے کم از کم کوئی سہارا تو مجھے مل جائے کیونکہ وہاں اعلان ہے کہ: ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ شرک کو معاف نہیں فرماتے اس کے علاوہ ہر قسم کے گناہ اگر چاہے تو بخش دیتا۔ تو میرے بھائیو! اللہ کو کیا پڑی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب میں مبتلا کریں۔ مگر کچھ تو بہانہ چاہئے آپ لوگ آج یہاں جمع ہوئے ہیں تو دس پندرہ منٹ عیدگاہ میں بیٹھ کر اس کے سامنے گڑگڑائیں اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں۔ اگر ہم اس سے نہ مانگیں تو ہماری حاجتوں کو کون پورا کرے گا۔

بھائیو! میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ عید ہم اس خوشی میں منا رہے ہیں کہ اللہ نے ہمیں رمضان کا مہینہ روزہ رکھنے کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے رحمۃ للعالمینؐ کے واسطے سے جو کامل مکمل کتاب قرآن مجید نازل فرمائی، وہ اسی مہینہ میں اتاری گئی۔ یہ نزول قرآن کا مہینہ ہے اور جن لوگوں نے اسی کتاب پر ایمان کی سعادت پائی اور جن لوگوں نے کتاب اللہ کو واقعی صراط مستقیم جان کر اپنی زندگی کو اسی کے مطابق ڈھال لیا۔ اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کی، اس کی ہدایات سے اپنی زندگی سنوار دی، وہ دین اور دنیا ہر لحاظ سے رشد و صلاح پا گئے، کامیاب ہو گئے۔ اور آج خدا کی قسم ساری دنیا اور ساری قومیں ابوبکر صدیقؓ کا نمونہ نہیں پیش کر سکتیں، حضرت فاروقؓ، عثمانؓ اور علیؓ، خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاویہؓ جیسے قرآن سے مالامال اور سچے عامل نہیں مل سکتے، ان کی کایا قرآن نے پلٹ دی۔ بھائیو! عرب کے رہنے والے ریگستان کے بدّو دنیا بھر کے مالک بنے اور دین کے لحاظ سے یہ حالت کہ زندگی میں حضور اقدسؐ نے جنّت کا مژدہ سنایا۔ ابوبکر فی الجنۃ، عمر فی الجنۃ، عثمان فی الجنۃ، علی فی الجنۃ۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ جنّتی ہیں۔ حضور ایک دن مسجد تشریف لائے، ایک ہاتھ میں ابوبکرؓ کا ہاتھ دوسرے میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ تھا، فرمایا جنّت میں ہماری ایسی ہی رفاقت اور معیت ہوگی اور اتنی اچھی حالت جب دین کی طاقت سے ہوتی تو دنیا کیوں ان کے قدموں میں نہ ہوتی، دنیاوی جاہ و جلال بھی ان کا ایسا تھا کہ قیصر و کسریٰ اپنے محلّات میں لرز جاتے۔ اس لئے کہ جہاں دین ہوگا وہاں دنیا ضرور ہوگی کہ خادم اپنے مخدوم کے ساتھ رہتا ہے۔ تو اللہ نے ان کے ہاتھ میں تاج و تخت بھی دیا، اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی قرآن کے سپرد کی۔ آج اللہ تعالیٰ ہمیں بھی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ: ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم۔ اے میرے بندو! اور اے رسول اللہ کے امتیو تم ان لوگوں جیسا مت بنو جنہوں نے اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا، اسے بھول گئے تو اللہ نے انہیں اپنے آپ سے بھی بھلا دیا وہ اپنی حقیقت اور ذات کو بھی بھول گئے، انہیں باپ

بیوی، دکان، زمین، ملازمت تو سب کچھ یاد ہے مگر اللہ کو بھولے ہوئے ہیں، قرآن کو اپنے خالق اور مربی کو اپنے محسن کو فراموش کر بیٹھے تو اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم ایسے مت بننا کہ کافر قوموں ہندو سکھ یہود اور عیسائیوں کی تقلید میں اپنے آپ سے غافل ہو جاؤ ورنہ اپنی حقیقت بالکل بھول جاؤ گے اور جب آدمی کی عقل ماری جائے تو نفع نقصان کی چیزوں کو بھی نہیں سمجھتا۔

محترم بزرگو! حضورؐ نے ہماری رہنمائی فرمائی، ہمیں دین، عقائد، عبادات معاملات اور اخلاق سکھائے۔ ان کا طریقہ سکھلایا، اور آج الحمدللہ کہ عبادات کے سلسلہ میں تو مسلمان کچھ نہ کچھ کرتا ہے۔ مگر معاملات، معاشرت اور اخلاق کے معاملہ میں ہم اسلام سے بہت دور ہو گئے اور یہ بہت بڑی بربادی اور تباہی کی علامت ہے، اور یہی ہماری پسماندگی کی وجہ ہے کہ ہم معاملات اور معاشرت میں اوروں کی طرف دیکھتے ہیں، حضورؐ کی طرف ہماری نگاہیں نہیں اٹھتیں۔ یاد رکھئے ہمارے دین کا تعلق صرف عبادات سے نہیں، وہ معاملات، معاشیات، اخلاق و معاشرت سب پر حاوی ہے: اگر ہم نے اپنی زندگی میں دین اور دنیا کا تقسیم کرادیا۔ تو ہم مسلمان نہیں رہ سکیں گے۔ اور پھر ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ کسی اور قوم کو کھڑا کر دے گا جو تم سے بہتر اور پوری مومن اور مسلم ہوگی۔ اگر اسلام اور اس کے دئے ہوئے نظام کو قائم اور بلند رکھنے میں ہم سے ذرا بھی غفلت ہو گئی اور ہم نے پیٹھ پھیر دی، تو کسی فاسق سے بھی اللہ اپنے دین کا کام لے لیگا، مگر ہم محروم رہ جائیں گے۔ اور اگر ہم نے اپنی زندگی اسلام کے سپرد کی تو اللہ کی مدد بھی شامل حال ہو جائے گی، ان تنصروا اللہ ینصرکم (اگر تم نے اللہ کے دین کی مدد کی تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔)

حضرت عمرؓ کی زندگی آپ دیکھیں، اللہ نے ان کو کیسی فتوحات عطا فرمائیں، کہاں وہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کہاں مصر، کہ دریائے نیل کے نام ایک خط لکھتے ہیں کہ اے نیل اگر تو اللہ کے حکم سے بہتا ہے تو بہتا رہ، اور اگر اپنی مرضی سے بہتا ہے تو ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ وہ رقعہ خشک دریا میں ڈال دیا گیا، اور اس وقت جو چلا تو آج تک نہیں رکا۔ ہم دعائیں کرتے ہیں تو آیا ہوا بادل چلا جاتا ہے۔ علاء حضرمی سخت دھوپ اور بے آب و گیاہ جنگل میں پھنس گئے، فوج بھی ساتھ ہے جتنے اونٹ اور گھوڑے ہیں سب پیاس کے مارے بھاگ گئے، فوجی بھی پیاس سے مر رہے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں اور کیا ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نہیں نکلے۔؟ سب نے نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ ہمیں پانی دینا۔ اسی وقت زمین سے چشمہ ابلتا ہے، ٹھنڈا پانی نکلا اور سب سبحان اللہ پکار اٹھے، یہ ہے وہ نصرت جس کا وعدہ اللہ نے

فرمایا ہے آج ہم سب کشمیر اور فلسطین جیسی ریاستوں میں مقابلہ نہیں کر سکتے مگر علاء حضرمی ہمارا ایک فوجی جرنل تھے، سمندر کے کنارے پہنچے، فوج بھی ساتھ ہے جو کشتیوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے دیکھ کر کہا کیوں انتظار کرتے ہو، بحیرہ قلزم کا کنارہ ہے، سمندر میں کود پڑے، ہاتھ اٹھایا اور دعا کی کہ اے اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تو نے بحیرۂ قلزم میں بارہ سڑکیں پیدا کیں، آج حضورؐ کے صحابہؓ کیلئے بھی راستہ پیدا فرما۔ چنانچہ سب ساتھیوں سمیت سمندر کو اطمینان سے عبور کیا، تو آج اگر ہم مسلمان بن جائیں تو اللہ کی رحمتیں یقیناً ہمارے ساتھ ہوں گی۔

ہمارا یہ ملک اللہ کے فضل سے آزاد ہوا، اس وقت خدا کی رحمتیں ہمارے اوپر تھیں کہ خدا نے بے سروسامانی میں ہمیں محفوظ رکھا، ۱۹۶۵ء میں ان نہتے مسلمانوں اور مخلص مجاہدین کی قربانیوں سے اللہ نے ہماری حفاظت کی اسی ملک کو ہم نے جس مقصد کے لئے حاصل کیا تھا وہ ہمارا نظریہ تھا کہ ہم خالص اسلامی حکومت بنانا چاہتے ہیں ہمارے ہاں ایسا معاشرہ ہوگا کہ زنا چوری سود، جوا نہ ہوگا۔ ہمارے ہاں کوئی بھوکا اور ننگا نہ ہوگا۔ ہمارے سامنے حضرت عمرؓ کی مثالیں تھیں جو رات بھر گھومتے کہ کسی کو تکلیف تو نہیں کہیں معلوم ہوا کہ ایک بچہ رات کو رو رہا ہے، معلوم ہوا کہ ابھی اس کو حکومت سے وظیفہ مقرر نہیں ہوا چونکہ دودھ سے چھوٹنے پر وظیفہ مقرر ہوتا تھا اس لئے ماں نے قبل از وقت دودھ چھڑا دیا کہ وظیفہ مقرر ہو جائے۔

حضرت عمرؓ کو بڑا افسوس ہوا اور حکم دیا کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی اُسے وظیفہ دیا جائے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے کہ اگر اللہ نے مجھے زندگی دی تو عراق کے دور دراز علاقہ میں کوئی بیوہ اور مسکین بھوکا نہیں رہے گا، حضرت عمرؓ فرماتے کہ اگر عراق میں فرات کے کنارے بھی اگر کوئی کتا بھوک کی وجہ سے مر گیا تو اللہ تعالیٰ مجھ سے احتساب کرے گا تو اگر امیر المومنین کو محاسبہ کا اتنا فکر ہو تو ساری رعایا پر اس کا اثر کیوں نہ پڑتا، یہاں تو یہ حالت ہے کہ پچھلے دنوں مختلف محکموں کے ۲۰۲ اونچے افسروں کو بدعنوانی کی سزا میں معطل کیا گیا، جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں بڑے بڑے ستارے اور بڑے تمغوں والے بھی ہیں، جو ذمہ دار عہدوں پر فائز تھے۔ تو بقول شاعر جب امیر انڈے کی چوری میں عار نہ سمجھے تو رعایا اور ماتحت افسر مرغ کباب سیخ پر کیوں نہ چڑھائیں گے، اس سارے عرصہ میں جو بھی آیا خود کمایا اور سارا خود کھانے کی فکر کرنے لگا۔ مگر اللہ کا حکم ہے کہ خود کماؤ اور اوروں کو کھلاؤ ــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق دے۔ آمین　　(نامکمل)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

■■